قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 09/ اکتوبر 2020ء | 21 صفر 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:239

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَ یَخْشَوْنَہٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا

(الاحزاب:40)

ترجمہ:(یہ اللہ کی سنت ان لوگوں کے حق میں گزر چکی ہے) جو اللہ کے پیغام پہنچایا کرتے تھے اور اس سے ڈرتے رہتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وحی نازل ہونے کے بعد مختلف اوقات میں آپؐ نے کس قدر بہادری اور جرأت کے مظاہرے کئے۔ مکّہ کی تیرہ سالہ زندگی میں یعنی دعویٰ نبوت کے بعد آپؐ کو ہر طرح سے ڈرایا دھمکایا گیا اور آپؐ کے بزرگوں اور پناہ دینے والوں کی پناہیں آپؐ سے ہٹانے کی کوششیں کی گئیں۔ لیکن اس جرأت وشجاعت کے پیکر نے ان کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کی۔ اس مکّی زندگی میں آپؐ پرظلم اور زیادتیوں کے واقعات کی روایات جو ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے کس بہادری اور جرأت اور بغیر کسی پریشانی اور گھبراہٹ کے اظہار کے ان سب چیزوں کا مقابلہ کیا۔ آپؐ کو فکر رہتی تھی تو اپنے ماننے والوں کی۔ یہ فکر ہوتی تھی کہ ان پرظلم نہ ہوں۔ روایتوں کو پڑھتے ہوئے بعض دفعہ ذہن کے رجحان کے مطابق ایک آدھ پہلو سیرت کا سامنے آتا ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو بعض ایسی روایتیں ہیں جن میں ایک ایک حدیث میں آپؐ کی سیرت اور خُلق کے کئی پہلو نظر آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ میں تھے تو نہایت جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے دھڑک خانہ کعبہ کا طواف اور وہاں اپنے طریق پر عبادت کیا کرتے تھے۔ قریش مکّہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خانہ کعبہ میں اس طرح عبادت کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو بہت غصے میں آجایا کرتے تھے کہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور پھر ہمارے سامنے ہی بغیر کسی جھجک کے اپنے طریق پر اپنی عبادتیں بھی کر رہے ہیں، طواف بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ایسے ہی ایک موقع پر قریش کا رویہ کیا تھا اس کا ذکر عبداللہ بن عمروؓ بن عاص نے کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز میں

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- اب خلافت عالم کل کے لئے ہے سائباں (منظوم)
- میدان تبلیغ میں پیش آنے والے چند دلچسپ واقعات
- خدمتِ خلق
- ایم ٹی اے کی برکات

فرمانِ رسول ﷺ

ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دکھائی دیئے۔ اس پر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی نظر نیچے کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے ابو بکر! ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

(بخاری-کتاب مناقب الانصار-باب ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

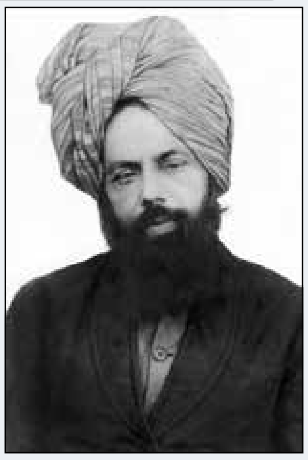

مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا

ایک وقت ہے کہ آپ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیرو تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔ اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سایہ میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اس کا پھل، اس کا پھول اور اس کی چھال، اس کے پتے غرضیکہ ہر چیز مفید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان درخت کی مثال ہیں جس کا سایہ ایسا ہے کہ کروڑ ہا مخلوق اس میں مرغی کے پروں کی طرح آرام اور پناہ لیتی ہے۔ لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تھا۔ کیونکہ آپؐ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے۔ اُحد میں دیکھو کہ تلواروں پر تلواریں پڑتی ہیں ایسی گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے کہ صحابہؓ برداشت نہیں کر سکتے مگر یہ مرد میدان سینہ سپر ہو کر لڑ رہا ہے۔ اس میں صحابہؓ کا قصور نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا بلکہ اس میں بھید یہ تھا کہ تا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا نمونہ دکھایا جاوے۔ ایک موقع پر تلوار پر تلوار پڑتی تھی اور آپؐ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے۔ (یعنی حنین کے واقعہ کا ذکر ہے کہ محمد رسول اللہ میں ہوں) کہتے ہیں حضرت کی پیشانی پر ستر زخم لگے مگر زخم خفیف تھے۔ یہ خُلقِ عظیم تھا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 84 جدید ایڈیشن- رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 153`152)

اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔ بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپؐ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپؐ اس تنہائی میں ہی پوری لذّت اور ذوق پاتے تھے۔ ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام کا اور راحت کا سامان نہ تھا اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو، آپؐ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آجاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں۔ ان میں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 317 جدید ایڈیشن- الحکم مورخہ 10/ اگست 1905ء صفحہ 3`2)

دربارِ خلافت

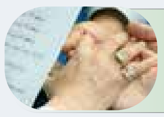

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَتِلۡکَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُہَا لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ (الحشر: 22)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تو ضرور دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے عجز اختیار کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ تفکر کریں۔ بعض لوگوں کے دل اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ کلام الٰہی کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے فرمایا کہ اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر بھی اتارتے تو وہ بھی خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض انسانوں کے دل پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ اپنے مقصد پیدائش کو بھول جاتے ہیں۔ اپنے پیدا کرنے والے کو بھول جاتے ہیں۔ اپنی عاقبت کو بھول جاتے ہیں۔ سورۃ بقرہ میں انسانی دلوں کی سختی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَہِیَ کَالۡحِجَارَۃِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَۃً ؕ وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡہُ الۡاَنۡہٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخۡرُجُ مِنۡہُ الۡمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَہۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ (البقرۃ: 75) یعنی اس کے بعد پھر تمہارے دل سخت ہو گئے۔ گویا وہ پتھروں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ پتھروں میں سے ایسے ہیں جن میں سے دریا بہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جب پھٹ جائیں تو ان میں پانی بہنے لگتا ہے، چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی تقدیروں کا، اللہ تعالیٰ کے کلام کا، دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جو مختلف تقدیریں چل رہی ہیں ان کا جمادات پر بھی اثر ہوتا ہے۔ لیکن انسان کا دل ایسا سخت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو دیکھ کر بھی اپنے اندر تبدیلی لانا نہیں چاہتا۔ سورۃ بقرہ کی اس آیت میں یہودیوں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے لیکن یہ حوالہ صرف واقعہ نہیں بلکہ پیشگوئی بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا نہیں کرو گے تو تمہارے دل بھی اسی طرح سخت ہوں گے۔

آج کل کے حالات دیکھیں تو مسلمانوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔ غور کریں کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ باوجود اس کے کہ مغربی دنیا میں جب یہاں کے سیاستدانوں کو مسلمان اپنے فنکشنز میں بلاتے ہیں یا خود اپنے فنکشنز کرتے ہیں تو تقریروں میں، فنکشنز میں یہ لوگ مسلمانوں کی تعریف بھی کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب مجموعی طور پر کسی فیصلے کا وقت آتا ہے تو فیصلے وہی کئے جاتے ہیں جو ان کی اپنی مرضی کے ہوں نہ کہ مسلمانوں کے مفاد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 11/ ستمبر 2009ء)

(الفضل انٹرنیشنل جلد 16 شمارہ 40 مورخہ 2 اکتوبر تا 8 اکتوبر 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 8)

آج کی دعا

أَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ (سورۃ الزمر آیت نمبر 37)

ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔

یہ قرآنِ مجید کی وہ مبارک آیتِ کریمہ ہے جو ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشقِ صادق حضرت مسیحِ موعودؑ کو الہام ہوئی تھی۔

اس الہام کا پسِ منظر یہ ہے کہ جب 1876ء میں آپؑ کے والدِ ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات ہوئی تو آپؑ کو انکی وفات کا شدید غم تھا۔ ساتھ ہی بشریت کے تقاضا کے تحت ایک لحظہ کے لئے آپؑ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ وہ ذرائع آمدن جو آپؑ کے والدِ ماجد کے وجود سے وابستہ تھے وہ اب بند ہو جائیں گے، اور نہ جانے اب کیا کیا مشکلات درپیش آئیں۔ اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو یہ الہام کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں کی اس سے دل کو سکینت پہنچی۔ اور پھر اس کے بعد خدا آپ کا ایسا متکفل ہوا کہ کوئی باپ ویسا نہیں ہو سکتا تھا۔ چونکہ یہ الہام ایک زبردست پیشگوئی پر مشتمل تھا اس لئے آپؑ نے اسی دن لالہ ملاوامل جو کہ ایک ہندو تھا کو تفصیلات سے آگاہ فرما کر امرتسر میں حکیم محمد شریف کلانوری کے پاس بھیجا کہ انکی معرفت یہ الفاظ کسی نگینہ میں کندہ کروا کے انگوٹھی بنوا لائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لالہ ملاوامل پانچ روپے میں وہ انگوٹھی بنوا لائے جو کہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔

یہ الہام آپ کو مختلف مواقع پر ہوا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’پھر مجھے ایک مہر دی گئی جو میری ہے۔ اس میں لکھا ہے أَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ (تذکرہ صفحہ 582)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

’’ایک دفعہ قحط پڑ گیا اور آٹا روپیہ کا پانچ سیر ہو گیا۔ حضرت مسیحِ موعودؑ کو لنگر خانہ کے خرچ کی نسبت فکر پڑی۔ تو آپؑ کو الہام ہوا: أَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 691)

آپؑ اپنی پیاری جماعت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے کا درس دیتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

(درثمین)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

اب خلافت عالمِ کل کے لئے ہے سائباں

دل سے دل ملنے لگے اور فاصلے کم ہو گئے
قرب کی راہیں کھلیں جب دور سب غم ہو گئے
قریہ قریہ بسنے والے ایک عالم ہو گئے
یہ خلافت کی ہے برکت کیا تھے کیا ہم ہو گئے

اب خلافت ہی جہانِ نو کی اک تقدیر ہے
کذب کے ہر وار پر یہ برہنہ شمشیر ہے
سارے عالم میں حقیقی دین کی تصویر ہے
ہاں خلافت سے ہی دین اور دنیا کی توقیر ہے

مشرق ومغرب میں پھیلی جا رہی ہے یہ صدا
آؤ لوگو کہ یہی پاؤ گے تم نورِ خدا
پھر زمانِ مصطفیٰؐ کی چل پڑی بادِ صبا
ہے خلافت کی یہ برکت پائی ہے رب کی لقا

فرق مٹتے جا رہے ہیں رنگوں نسلوں کے یہاں
فیض کے دریا سے اپنا کاسہ بھرتا اک جہاں
جو تھے مردہ پھر سے زندہ ہوتے جاتے ہیں یہاں
ہاں خلافت سے ملی ہے زندگی اک جاوداں

ایک پرچم کے تلے سب پرچموں کی ہے اماں
ورنہ جاہ و حشمتیں سب ہوتی جائیں گی دھواں
در بدر ٹھوکر زدہ کا ہے خلافت آشیاں
اب خلافت عالمِ کل کے لئے ہے سائباں

حافظ محمد مبرور

میدان تبلیغ میں پیش آنے والے چند دلچسپ واقعات

مرسلہ: شہود آصف (استاد جامعہ احمدیہ گھانا)

اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء اور صلحاء سے وعدہ ہے کہ وہ ان کی تائید و نصرت کے لئے خارق عادت نشان ظاہر کرتا ہے تا مومنین کے دلوں کو تقویت دے اور مخالفین پر حجت تمام کرے۔جیسا کہ اس نے فرمایا
إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ۔(سورۃ المؤمن:52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے، اس دنیا کی زندگی میں بھی اور اس روز بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید ونصرت میں لاکھوں نشان ظاہر فرمائے۔اسی طرح مبلغین احمدیت کی تبلیغی میدانوں میں ایسے طور پر مدد فرمائی اور ان کو غیروں پر غلبہ عطا فرمایا کہ جس کی نظیر ملنا مشکل نظر آتی ہے۔ان نشانات اور تائید الٰہی کے واقعات کو دیکھ کر ہزاروں سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے نشانات کے بارہ میں فرماتے ہیں

یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے مگر افسوس کہ تعصّب اور دنیا پرستی ایک ایسا لعنتی روگ ہے جس سے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سُنتے ہوئے نہیں سنتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے۔اگر اُن کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اُس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 ص:107-108)

نصرت الٰہی کے واقعات سے تاریخ احمدیت بھری پڑی ہے۔ان میں چند ایک واقعات نمونۃً ذیل میں درج کئے گئے ہیں۔

دوران تبلیغ الٰہی حفاظت کے عظیم الشان نظارے

حضرت مولانا ابو العطاء صاحبؓ جالندھری بیان کرتے ہیں (جب آپ فلسطین میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے) کہ میں ایک بار ایک احمدی دوست کے ساتھ ایک تبلیغی پروگرام سے رات کے وقت واپس کبابیر آرہا تھا کہ ایک جنگل میں سے گذرتے ہوئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے جھاڑیوں میں کچھ حرکت ہوئی ہے، لیکن یہ سمجھ کر کہ شاید کوئی جانور ہو، زیادہ توجہ نہیں دی اور ہم آگے گذر گئے۔تھوڑی دیر کے بعد ہمیں دو دھماکوں کی آوازیں سنائی دی۔لیکن اسے بھی اتفاق سمجھ کر ہم نے کوئی توجہ نہ دی، یہاں تک کہ ہم اپنے مکان پر پہنچ گئے۔اس واقعہ کو خالص آسمانی حفاظت کے ایک محیر العقول اور نادر الوقوع مظاہرہ کے طور پر بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

بظاہر یہ ایک معمولی واقعہ تھا، جو یاد بھی نہ رہا۔لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو موت کا سفر تھا، جو اللہ تعالیٰ کی تائید کے سایہ میں حفاظت سے طے ہوگیا۔یعنی کافی عرصہ کے بعد اس واقعہ کی حقیقت کا انکشاف ہوا، جو اس طرح پر تھی کہ کچھ معاند احمدیت عرصہ سے مجھے قتل کرنے کی کوشش میں تھے۔اُس رات اُن میں سے دو نوجوان بندوقوں سے مسلح ہوکر اور پوری تیاری کے ساتھ میری تاک میں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔میں اور میرا ساتھی باتیں کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو ان میں سے ایک نے مجھ پر بندوق چلائی، لیکن وہ نہ چلی، پھر دوسرے نوجوان نے بندوق چلانے کی کوشش کی، لیکن اس کی بندوق بھی نہ چل سکی۔ادھر ہم ان قاتلانہ کوششوں سے کلیۃً بے خبر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے سایہ میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ہمارے گزر جانے کے بعد جب ان دونوں نوجوانوں نے اپنی بندوقوں کو دوبارہ چلا کر دیکھا، تو انہوں نے بالکل ٹھیک کام کیا یعنی ان میں قطعاً کوئی خرابی نہ تھی۔صرف یہ بات ہوئی تھی کہ جس وقت ان کا رخ دو درویشان احمدیت کی طرف تھا، تو اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے انہیں چلنے سے روک دیا اور جب یہ درویشان سلامتی سے آگے گزر گئے تو ان بندوقوں نے بالکل ٹھیک کام کیا۔وہ دونوں دھماکے انہیں بندوقوں کے چلنے کے تھے۔(درویشان احمدیت، جلد:3، ص:289-290)

1913ء میں تبلیغ کی غرض سے حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ صاحب لنڈن تشریف لے جارہے تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ دوران سفر سمندر میں طوفان آگیا اور جہاز ٹوٹنے کا خطرہ پیدا ہوگیا تو جہاز کے کپتان نے کہا کہ آپ سب لوگ لائف بیلٹ باندھ لیں۔ایک ہندو بھی ہمارے ساتھ سفر کر رہا تھا۔وہ یہ سن کر بہت گھبرا گیا۔میں نے اس ہندو کو کہا کہ تم بالکل پریشان نہ ہو یہ جہاز نہیں ٹوٹے گا کیونکہ میں مسیح وقت کا پیغام لندن لے کر جارہا ہوں۔اس ہندو نے کہا اگر یہ جہاز نہیں ڈوبے گا تو میں لندن پہنچ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔چنانچہ خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ طوفان تھم گیا اور جہاز بخیر وعافیت سے لندن پہنچ گیا۔لندن پہنچ کر وہ صاحب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمان ہو گئے۔الحمد للہ۔مگر تین دن کے بعد وہ جہاز دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہوا اور کھلے سمندر میں پہنچنے سے پہلے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔(سیرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب، ص:101)

مولوی عبد الوہاب احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں تنزانیہ میں نیا نیا پہنچا تھا کہ ایک دفعہ رات تین بجے مجھے مجبوراً ایک سفر پر جانا پڑا۔مجھے میڈا سے کیٹنگاری تک کا تقریباً آٹھ دس میل کا سفر پیدل طے کرنا تھا اور پھر بس میسر آنی تھی۔میں جنگل میں رواں دواں تھا کہ یکدم دو ڈاکو تلواریں لہراتے اور للکارتے ہوئے نمودار ہوئے۔میں نے جلدی سے کلمہ طیبہ اور سورۃ یسین کی آیات پڑھ کر درود شریف کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دعا رب كل شيىء خادمك رب فاحفظنى وانصرنى وارحمنى پڑھنے اور دنیا کو الوداعی نظروں سے دیکھنے لگا۔کیونکہ ڈاکوؤں کا مقصد لوٹنے سے زیادہ ایک غیر ملکی کو قتل کرنا ہوتا ہے۔اس اثنا میں وہ ڈاکو پیچھے سے میرے قریب آچکے تھے۔انہوں نے آتے ہی مجھ پر تلواریں سونت لیں۔ان کی تلوار مجھ پر پڑنا ہی چاہتی تھی کہ میرے منہ سے ایک چیخ نکلی کہ اے پیارے مولیٰ! مجھے اپنی گود میں لے لے۔اسی لمحہ یعنی جونہی میری زبان سے یہ الفاظ نکلے، میری انکھوں کے سامنے قدرت خداوندی کا ایک عجیب منظر پیش ہوا۔میں نے دیکھا کہ کسی غیر مرئی طاقت نے ان ڈاکوؤں کو اٹھا کر آگے کی طرف پھینک دیا ہے۔جب وہ آگے سے حملہ آور ہوئے تو اسی غیر مرئی چیز نے انہیں اٹھا کر دوبارہ میرے پیچھے کی طرف پھینک دیا ہے۔اور جب وہ دوسری بار پیچھے سے حملہ کرنے لگے تو پھر آگے کی طرف پھینک دیے گئے۔یہ سلسلہ اسی طرح کوئی پندرہ بیس منٹ جاری رہا۔یہاں تک کہ وہ غیر مرئی چیز انہیں دھکے دے دے کر جنگل کی طرف لے کر چلی گئی اور اس طرح وہ دونوں ڈاکو میری نظروں سے بالکل غائب ہو گئے۔(درویشان احمدیت، جلد: 3 ص:409-410)

حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز نے لمبا عرصہ سنگاپور میں تبلیغ اسلام کی سعادت پائی۔جاپانیوں کے تسلط کے زمانہ میں کسی شخص کو زبان کھولنے کی ہمت نہ ہوتی تھی مگر آپ بے دھڑک ہر جگہ تبلیغی کاموں میں مصروف رہتے اور دنیا حیران ہوتی تھی کہ آپ ان جاپانیوں کے ہاتھ سے کس طرح بچ جاتے ہیں۔درحقیقت یہ سب اللہ تعالی کی حفاظت کا کرشمہ تھا جو ایک داعی الی اللہ کو قدم قدم پر نصیب ہوتی ہے۔ایک بار سنگاپور کی ایک مسجد میں تقریر کرتے ہوئے ایک غیر احمدی مولوی نے یہ الزام لگایا کہ احمدی لوگ جس قرآن پر یقین رکھتے ہیں وہ مسلمانوں کے قرآن سے مختلف ہے۔آپ نے اسی وقت بڑی جرأت کے ساتھ مجمع میں کھڑے ہوکر اس الزام کی پر زور تردید کی۔ملاؤں نے عوام الناس کو پہلے سے مشتعل کیا ہوا تھا۔آپ کی بات سن کر بعض نے وہیں پر آپ کو مارنا شروع کر دیا اور ادھ موا کر کے گھسیٹتے ہوئے مسجد کی سیڑھیوں تک لے گئے۔اور وہاں سے نیچے دھکیل دیا۔آپ سر کے بل نیچے گرے جس سے آپ کے سر اور کمر پر شدید چوٹیں آئیں اور نیچے گرتے ہی آپ بے ہوش ہو گئے۔

آپ اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں سڑک کے کنارے پڑے رہے۔نہ کسی نے پولیس کو اطلاع کی نہ خود اٹھا کر ہسپتال پہنچایا۔اللہ تعالی نے اپنی تائید ونصرت کا یہ کرشمہ دکھایا کہ حسن اتفاق سے ایک احمدی فوجی افسر کرنل تقی الدین احمد صاحب کا وہاں سے گزر ہوا۔انسانی ہمدردی جذبہ سے سڑک کے کنارے ایک شخص کو مردے کی حالت میں پڑا دیکھ کر آپ نے اپنی جیپ روکی اور دیکھتے ہی پہچان لیا۔فوری طور پر ہسپتال پہنچایا اور اس طرح اللہ تعالی نے معجزانہ طور پر آپ کی جان بچائی ورنہ غیر احمدی دشمنوں نے تو اپنی طرف سے مار کر یہ یقین کرلیا تھا کہ ان کا کام تمام ہو چکا ہے۔(تبلیغی میدان میں ایمان افروز واقعات، ص:41-42)

بیماروں کی معجزانہ شفایابی کے واقعات

حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ صاحب نے ایک مرتبہ موضع مکھنا والی میں ایک جلسہ میں شمولیت کی اور لوگوں کو تبلیغ کی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کا وہاں موجود غیر احمدیوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔جلسہ کے بعد اللہ تعالی نے اپنی قدرت کا ایک کرشمہ دکھایا۔مولوی صاحب لکھتے ہیں

جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد جب ہم سب دوست نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آئے تو ہمارے پیچھے اس گاؤں کے دو ماچھی سقہ قوم کے فرد بھی آگئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ مہدی اور مسیح کا دعوی تو کیا جاتا ہے مگر نور اور ایمان اتنا بھی نہیں کہ کوئی کرامت دکھا سکیں۔میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تمہاری اس سے کیا مراد ہے؟ تب ان میں سے ایک نے کہا کہ میرا ایک بھائی قریباً ڈیڑھ سال سے ہچکی کے مرض میں مبتلا ہے۔طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔میں نے کہا اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔اگر آپ لوگ حضرت مسیح موعودؑ سے

دعا کرواتے اور اس کو کوئی فائدہ نہ ہوتا تو اعتراض بھی تھا اب ہم پر کیا اعتراض ہے۔ اس نے کہا پھر آپ ہی احمدیت کا کچھ اثر دکھائیں تا کہ ہم بھی دیکھ لیں کہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو لاؤ کہاں ہے تمہارا مریض۔ چنانچہ اسی وقت اس شخص نے اپنے بھائی کو جو پاس ہی بیٹھا کراہ رہا تھا میرے سامنے کھڑا کر دیا خدا کی حکمت کہ اس مریض کا میرے سامنے آنا ہی تھا کہ میں نے ایک غیبی طاقت اور روحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ میں اس مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجاز نما قدرت رکھتا ہوں چنانچہ میں نے اسی وقت اس مریض کو کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ تک جلد جلد سانس لینا شروع کر دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد میں نے اسے اٹھنے کو کہا۔ جب وہ اٹھا تو اس کی ہچکی بالکل نہ تھی۔ اس کرامت کو جب تمام حاضرین نے دیکھا تو حیرت زدہ ہو گئے اور وہ دونوں بھائی بلند آواز سے کہنے لگے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں۔ (حیات قدسی، حصہ دوم، ص:57-58)

بارش رُکنے اور برسنے کے نشان

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ صاحب تبلیغ کے لئے ہندوستان کے دورہ پر گئے۔ جب آپ بھدرک پہنچے تو وہاں تائید الٰہی کا ایک نشان اللہ تعالیٰ نے دکھایا۔ آپ فرماتے ہیں (تبلیغی جلسہ پر) جب ہماری تقریریں شروع ہوئیں تو اوپر سے اَبر سیاہ برسنا شروع ہو گیا۔ تمام چٹائیاں اور فرش بارش سے بھیگنے لگا۔ اس وقت احمدیوں کے دلوں میں لیکچروں میں رکاوٹ کی وجہ سے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ میرے دل میں بھی سخت اضطراب پیدا ہوا اور میرے قلب میں دعا کے لئے جوش بھر گیا۔ میں نے دعا کی کہ اے ہمارے مولیٰ ہم اس معبد اصنام میں تیری توحید اور احمدیت کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں اور تیرے پاک خلیفہ اور مصلح موعود کے بھیجے ہوئے ہیں۔ لیکن آسمانی نظام اور ابر وسحاب کے منتظم ملائکہ بارش برسا کر ہمارے مقصد میں روک بننے لگے ہیں۔ میں دعا ہی کر رہا تھا کہ قطرات بارش جو ابھی گرنے شروع ہی ہوئے تھے طرفۃ العین میں بند ہو گئے اور جو لوگ بارش کے خیال سے جلسہ گاہ سے اٹھ کر جانے لگے تھے۔ میں نے ان کو آواز دے کر روک لیا اور کہا کہ اب بارش نہیں برسے گی۔ لوگ اطمینان سے بیٹھ کر تقریریں سنیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب مبلغین کے لیکچر ہوئے اور بارش بند رہی اور تھوڑے وقت میں مطلع بالکل صاف ہو گیا۔ (حیات قدسی حصہ سوم، ص:24-25)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جلسہ سالانہ برطانیہ 1999ء کے موقع پر بینن کا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ فرمایا کہ علی جمعہ گیوا صاحب مبلغ بینن سرکٹ (نائجیریا) لکھتے ہیں کہ ہم ایکسا کو کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔ ارد گرد کے دوسرے علاقوں میں بارشیں ہوئی تھیں۔ لیکن یہ علاقہ بالکل خشک تھا۔ وہاں کے مسلمانوں نے بھی بارش کے لئے اجتماعی دعا کی تھی اور عیسائیوں نے بھی۔ جب جماعت احمدیہ کا وفد تبلیغ کے لئے وہاں پہنچا تو گاؤں والوں نے یہی شرط رکھی کہ ہم آپ کی بات پھر سنیں گے۔ پہلے آپ لوگ بارش کے لئے دعا کریں اور بارش ہو جائے۔ اس پر علی جمعہ گیوا صاحب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اس وقت دوپہر دو بجے کا وقت تھا عصر کے وقت اچانک بادل آئے اور بڑی تیز بارش ہوئی اور پھر ساری رات ہوتی رہی۔ یہ نشان دیکھ کر بغیر کسی اور تبلیغی پروگرام کے اس علاقے کے کثیر لوگ احمدیت میں شامل ہو گئے اور بیعتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ (درویشان احمدیت جلد نمبر 2 ص:197)

منکروں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت

حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ صاحب فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک میں جبکہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں طاعون کے حملے ہو رہے تھے میں تبلیغ کی غرض سے موضع گوٹریالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات گیا اور وہاں ایک مخلص احمدی چوہدری سلطان عالم صاحب کے پاس چند دن رہا۔ دوران قیام میں ہر رات میں ان کے مکان کی چھت پر چڑھ کر تقریریں کرتا رہا اور لوگوں کو احمدیت کے متعلق سمجھاتا رہا۔ چونکہ ان کی تقریروں میں میں ان لوگوں کو طاعون وغیرہ کے عذابوں سے بھی ڈراتا رہا۔ اس لئے ایک دن صبح کے وقت اس گاؤں کے کچھ افراد میرے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے اپنی تقریروں میں مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو طاعون وغیرہ سے بہت ڈرایا ہے مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ موضع گوٹریالہ بہت بلندی پر واقع ہے اور پھر اس کی فضا اور آب وہوا اتنی عمدہ ہے کہ یہاں وبائی جراثیم پہنچ ہی نہیں سکتے میں نے کہا یہ تو بالکل درست ہے مگر آپ لوگ یہ بتائیں کہ مجھ سے پہلے بھی کوئی احمدی مبلغ اس گاؤں میں آیا ہے جس نے آکر آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ کی ہو؟ کہنے لگے نہیں آپ سے پہلے کوئی مبلغ اس گاؤں میں نہیں آیا۔ میں نے کہا تو بس یہی وجہ ہے کہ آپ کا گاؤں ابھی تک محفوظ ہے۔ اب میری تبلیغ اور آپ لوگوں کے انکار کے بعد بھی اگر یہ گاؤں خدا تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہا تو پھر میں سمجھوں گا کہ واقعی اس گاؤں کی عمدہ فضا، خدا تعالیٰ کے ارشاد وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً کے وعید کو روک سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ میں تو ان لوگوں کو یہ بات کہہ کر چلا آیا مگر اس کے چند دن بعد ہی اس گاؤں میں چوہے مرنے شروع ہو گئے اور پھر طاعون نے ایسا شدید حملہ کیا کہ اس گاؤں کے اکثر محلے موت نے خالی کر دیے اور کئی لوگ بھاگ کر دوسرے دیہات میں چلے گئے۔ (حیات قدسی، حصہ دوم ص:88-89)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2003 کے جلسہ سالانہ کے موقع پر بورکینا فاسو میں پیش آنے والے ایک ایمان افروز واقعہ کا ذکر فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بورکینا فاسو ڈوری ریجن میں وہابیوں نے سوڈان سے ایک مولوی ''حسن گربہ'' نامی کو جماعت کے خلاف بولنے کے لئے بلایا۔ موصوف کے متعلق انہیں یقین تھا کہ یہ شخص احمدیوں کی ترقی کو روک سکے گا۔ چنانچہ اس شخص نے تین صوبوں کا چکر لگا کر ہر جگہ احمدیت کے خلاف اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا۔ ہم نے اسے مقابلہ کے لئے بلایا، مگر وہ ٹالتا رہا۔ اس پر ہم نے اس کے سارے اعتراضات کو بیان کر کے یہ اعلان کیا کہ سب جھوٹ ہے اور ہم جھوٹے پر لعنت ڈالتے ہیں۔ یہ شخص چکر لگاتے ہوئے ایک احمدی گاؤں ''غل غنتے'' میں جمعہ کے روز داخل ہوا اور نماز جمعہ کے بعد کہنے لگا۔ لوگو بات سنو! میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود جھوٹے ہیں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ تمام احمدیوں نے کہا الحمد للہ اب فیصلہ خدا کی عدالت میں ہے۔ ہم ضرور نتیجہ دیکھیں گے۔ (چنانچہ اس پر) ڈیڑھ ہفتہ نہ گذرا تھا کہ یہ شخص بیمار ہوا اور اسے ڈوری ہسپتال میں لیجایا گیا۔ مگر ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ پھر اسے بورکینا فاسو کے سب سے بڑے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ وہاں بھی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور کہا اسے گھانا لے جاؤ۔

حضور فرماتے ہیں اب دیکھیں اللہ تعالیٰ کا بھی کیسا انتقام ہوتا ہے کہ احمدیہ ہسپتال میں اسے داخل کروا دیا۔ جماعت کے ڈاکٹروں نے تو بہرحال خدمت کرنی ہوتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ مخالف ہے یا حق میں ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اگر یہ شخص آج رات نکال گیا تو صبح اس کا آپریشن کر دیں گے۔ (مگر) یہ شخص رات کے وقت پیشاب کرنے کے لئے بیت الخلا گیا اور وہیں دم توڑ دیا۔ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 19 ستمبر 2003)

رویائے وکشوف کے ذریعہ رہنمائی

مولانا محمد صدیق صاحب نے اپنے دور میں افریقہ میں پیش آنے والے ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا جس میں ایک نوجوان عیسیٰ احمد فولانی کو اللہ تعالیٰ نے ایک مبشر خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

آپ لکھتے ہیں کہ اس نوجوان نے مجھ سے بیان کیا کہ 'میں 1941ء کے دوران احمدیت کا مطالعہ کر رہا تھا جبکہ میرے قبیلہ کے لوگ احمدیت کی سخت مخالفت کر رہے تھے۔ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ سخت اندھیری رات ہے۔ مگر آسمان پر ستارے جھلملا رہے ہیں جن کے درمیان سنہری حروف میں یہ انگریزی عبارت لکھی ہے

The Amadiyya Muslims are the last boat to save the world from Noah's flood

یعنی احمدی مسلمانوں کی جماعت دنیا کو (ضلالت اور گمراہی کے عالمگیر) طوفان سے بچانے والی آخری کشتی ہے۔

اس خواب کے بعد اس نوجوان نے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ (روح پرور یادیں ص:216)

علمی دلائل سے مخالفوں کو ساکت کر دینا

مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقعہ ہے مولوی صاحب نے ایک مناظرہ میں جو کلانور کے مقام پر عیسائیوں سے ہوا محض ایک سوال کر کے پادریوں کی بولتی بند کر دی۔ آپ فرماتے ہیں 'حضرت مسیح ناصری کے کفارہ پر مناظرہ تھا۔ پہلی ٹرن میں مسیح کا کفارہ ہونے کے متعلق چند لایعنی سی باتیں پادری نے بیان کیں۔ میں نے جواباً پادری سے سوال کیا کہ پادری صاحب یہ مناظرہ لمبا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف میرے سوال کا آپ جواب دے دیں۔ آپ نے بتایا ہے کہ آدم کی اولاد میں ورثہ میں گناہ آیا ہے۔ جو بھی آدم کی اولاد ہے وہ گناہ گار ہے۔ اب بائیبل کی رو سے ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔ مسیح نے خود فرمایا ہے کہ عورت کو گناہ کی وجہ سے یہ سزا ملی کہ تو دردِزہ سے بچہ جنے گی۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ مسیح نے سب گناہ اٹھا لیے۔ مگر حالات بتاتے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ عیسائی عورتیں بچہ جننے سے پہلے اسی طرح دردزہ میں مبتلا ہوتی ہیں اور جتنے عیسائی جھاڑو بردار ہیں ان سب کو سر سے پاؤں تک پسینہ آیا ہوا ہوتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ مسیح کسی کا کفارہ نہیں ہو سکے۔ اگر آپ کو شک ہو تو اپنی بیویوں سے پوچھ لیں کہ بچہ جننے سے پہلے دردِزہ ہوتی ہے یا نہیں۔۔۔۔ میری اس ایک ہی دلیل کو سن کر پادری

ایسا بوکھلایا کہ کہنے لگا چونکہ ہمارے مناظر پادری صاحب آج نہیں آئے اس لئے ہم مناظرہ ملتوی کرتے ہیں۔اس چیز کا غیر احمدی احباب پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ سب اٹھ اٹھ کر آپ کو مبارک باد دینے اور کہنے لگے کہ اب یہ لوگ ہمارے سامنے آنے کی جرأت نہ کرسکیں گے۔(درویشان احمدیت ،جلد 2 ص:119)

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) فرماتے ہیں(اس وقت آپ کراچی میں بطور مربی متعین تھے) سندھ مدرسہ کے پاس والے انجمن کے مکان میں ایک دفعہ ایک دیسی پادری صاحب تبلیغ کے لئے آگھسے ۔پندرہ بیس منٹ اس نے تبلیغ کی۔اس کو ہمارے سلسلہ کے اغراض ومقاصد کا علم نہیں تھا۔جب وہ اپنا مشن پورا کر چکا تو ہم نے انجیل سے ان آیتوں (جن کو انجیل سے نکال دیا گیا ہے)کی فہرست نکال کر اس کی خدمت میں پیش کر دی۔اور اس سے دریافت کیا کہ یہ آیتیں اب کہاں ہیں؟انہیں اصل متن سے کیوں نکال دیا گیا ہے۔تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا۔مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ۔میں اپنے بڑے پادری صاحب کی خدمت میں جو امریکن ہیں۔آپ کا یہ سوال پیش کروں گا۔اور پھر جو جواب انہوں نے دیا۔میں کل آکر آپ کو بتاؤں گا۔یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔اپنے وعدے کے مطابق جب دوسرے روز وہ آیا تو بہت ہی سہاہوا، کبیدہ خاطر اور پریشان نظر آتا تھا۔ہم نے اسے امریکن پادری کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ایک جلد تحفہ شہزادہ ویلز بھی دی تھی۔اس نے آتے ہی کہا صاحب میں آپ کی انجمن میں آتو گیا ہوں۔لیکن برائے خدا آپ کسی کو میری آمد کی اطلاع ہرگز نہ دیں ورنہ میری نوکری جاتی رہے گی۔اور گھبراہٹ کی وجہ یہ بتائی کہ کل جب میں نے امریکن پادری صاحب کی خدمت میں آپ کی کتاب پیش کی تو وہ بڑے خوش ہوئے اور جھوم جھوم کر اسے پڑھنا شروع کیا۔ابھی انہوں نے دوتین صفحے ہی پڑھے تھے کہ میں نے آپ کی دی ہوئی وہ فہرست پیش کر دی اور کہا کہ کتاب دینے والوں نے ان آیات کے اناجیل سے نکالنے کی وجہ پوچھی ہے۔میرا اتنا کہنا تھا کہ پادری صاحب غصہ سے لال پیلے ہو گئے۔کتاب کو فرش پر دے مارا اور مجھے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا کہ یہ فہرست یقیناً تمہیں کسی قادیانی نے دی ہے۔تم یہ بتاؤ کہ تم ان لوگوں کے پاس کیوں گئے۔خبردار اگر ہمیں علم ہوگیا کہ تم پھر بھی ادھر گئے ہو تو ہم تمہیں نوکری سے جواب دے دیں گے۔اب میں صرف اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ورنہ میں ہرگز نہ آتا۔(تابعین اصحاب احمد: جلد اول ص: 60-61)

تائیدِ الٰہی کا ایک منفرد واقعہ

شیخ عبد القادر صاحب اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں

میں ابھی کراچی میں ہی تھا کہ سندھ میں نبی سر روڈ کے مقام پر غیر احمدیوں کے ساتھ ایک مناظرہ قرار پایا۔غزنوی خاندان کے بعض مولوی اور عبد اللہ معمار امرتسری مقابل پر تھے۔قادیان دار الامان سے کتابیں اس وقت پہنچیں جب خاکسار واحباب میدان مناظرہ میں پہنچ چکے تھے اور عملاً مناظرہ کی کاروائی شروع ہونے والی تھی چونکہ مجھے کتابوں کی فہرست کا کوئی علم نہ تھا اس لئے کتابوں سے فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا دوران مناظرہ ایک کتاب کا جو غالباً جلالین تھی میں نے حوالہ پیش کیا۔مولوی عبد اللہ معمار نے جو مقابل پر تھے فوراً اٹھ کر کہا کہ یہ غلط ہے جھوٹ ہے۔اس کتاب میں ہرگز یہ حوالہ نہیں ہے جو تم پیش کر رہے ہو اور اگر ہے تو اصل کتاب نکال کر پیش کرو۔میں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ کتابیں ابھی پہنچی ہیں اور مجھے علم نہیں کہ یہ کتاب آئی بھی ہے یا نہیں اور اگر آپ کے پاس کتاب ہے تو بھیجو۔میں حوالہ نکال کر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔فوراً کتاب بھیج دی۔میں نے یہ کہ کر وہ کتاب اپنی کتابوں کے درمیان رکھ دی کہ جب تم تقریر کر و گئے تو میں اطمینان سے حوالہ نکال کر تمہیں دکھادوں گا۔بعد تقریر جب میں نے حوالہ نکالنے کے لئے کتاب کو ہاتھ میں لیا تو فرشتوں نے اس کی کتاب کے بجائے وہ کتاب میرے سامنے کر دی جو قادیان سے آئی تھی اور جس میں بین السطور وہ حوالہ موجود تھا ۔میں نے کتاب جو کھولی تو فوراً حوالہ نکل آیا۔اس پر میں نے باآواز بلند حاظرین کو مخاطب کر کے کہا کہ صاحبان دیکھئے یہ حوالہ موجود ہے۔اور اگر کوئی شخص پرائمری پاس بھی ہو اور وہ یہ حوالہ دیکھنا چاہے تو ہم اسے دکھاسکتے ہیں۔اس پر دوتین آدمی حوالہ دیکھنے کے لئے آگئے آئے اور جب انہوں نے شہادت دی کہ حوالہ موجود ہے تو مجمع پر ایک سناٹا چھا گیا۔

مولوی عبد اللہ معمار بہت پریشان ہوا کیونکہ جو کتاب اس نے بھیجی تھی اس کے متعلق اسے یقین تھا کہ اس میں وہ حوالہ موجود نہیں۔مگر حقیقت کا مجھے بھی علم نہیں تھا۔میرا بھی یہی خیال تھا کہ اس کی بھیجی ہوئی کتاب سے ہی حوالہ نکلا ہے۔لہذا میں نے وہی کتاب اسے واپس بھیج دی۔اس کے بعد جب میں اطمینان سے دوسری کتابیں دیکھنے لگا تو پہلی کتاب جو میرے ہاتھ آئی وہ وہ تھی جو معمار مذکور نے بھیجی تھی۔تب مجھ پر معمہ کھلا اور میں نے خدا تعالی کا شکر ادا کیا جس نے میری آبرو رکھ لی اور سلسلہ کو ذلت سے بچا لیا۔(ملخص از تابعین اصحاب احمد جلد اول ،ص:161)

اللہ تعالیٰ کی خارق عادت مدد کے یہ چند واقعات نصرت الٰہی کے سمندروں میں سے چند قطرے ہیں جو ہمیں اس طرف رغبت دلاتے ہیں کہ ہم اپنے اندر ایک معجزانہ تبدیلی پیدا کرنے والے ہوں تا کہ ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی فیض سے مستفیض ہو کر اللہ تعالیٰ کی برکات اور فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ نیز ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان نشانات کے ذکر سے اپنی محفلوں کو تازہ رکھیں تا کہ خدا پر ایمان اور یقین میں ترقی ہو۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اِن نشانات کو باسی نہ ہونے دیں۔اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے۔اس لئے ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ ان کو بتلا دے، جو غائب ہیں، تا کہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں۔یاد رکھو! خدا کے دلائل اور براہین کو جو غور سے نہیں دیکھتے، وہ اندھے ہوتے ہیں اور حق کو دیکھ نہیں سکتے اور ان کے سننے کے کان نہیں ہوتے۔یہ لوگ چار پائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں اور خدا ان کی زندگی کا متکفل نہیں ہوتا۔خدا تعالیٰ مومن اور متقی کی زندگی کا ذمہ دار ہے۔ھو یتولی الصالحین (الاعراف:۱۹۷) (ملفوظات جلد نمبر 1ص:379)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت......از صفحہ 1

خانہ کعبہ کے قریب موجود تھا تو قریش کے سب بڑے بڑے لوگ حجراسود کے پاس خانہ کعبہ میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے کہ یہ بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہم نے بڑا صبر کرلیا اور اب صبر کی انتہا ہوگئی ہے۔تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپؐ طواف میں مشغول ہو گئے۔جب آپؐ طواف کرتے ہوئے ان لوگوں کے پاس سے گزرتے تو کفار آپؐ پر آوازے کستے تھے، بیہودہ باتیں آپؐ کے متعلق کرتے تھے۔چنانچہ تین بار ایسا ہوا۔کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر دکھ محسوس کیا اور تیسری دفعہ آوازے کسنے پر آپؐ کھڑے ہو گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مَیں تم جیسوں کی ہلاکت کی خبر لے کر آیا ہوں۔راوی کہتے ہیں کہ اس بات کا قریش پر ایسا اثر ہوا کہ وہ سکتے کی حالت میں آ گئے۔اور جو شخص اُن میں سب سے زیادہ بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی نرمی سے بات کرنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ تشریف لے جائیں۔(جو بھی معذرت کی) پھر آپؐ وہاں سے تشریف لے آئے۔دوسرے روز پھر یہ لوگ اکٹھے ہوئے اور ہرطرف سے آپؐ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو ہمارے بتوں میں عیب نکالتے ہو، ہمارے دین کو برا بھلا کہتے ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مَیں کہتا ہوں۔تو دیکھیں کس جرأت سے آپؐ اکیلے، تن تنہا ظالموں اور جابروں کے گروہ کے بیچ میں چلے جایا کرتے تھے۔قطعاً اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ یہ ظالم اور انسانیت سے عاری لوگ آپؐ کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔اور پھر یہی نہیں بلکہ ان کو للکار کر کہا کہ تم جو آج بڑھ بڑھ کر مجھ سے باتیں کر رہے ہو، مجھ پر باتیں بنا رہے ہو، میرے خلاف غلیظ اور انسانیت سے گری ہوئی گندی زبان استعمال کر رہے ہو یاد رکھو کہ تم لوگوں کی ہلاکت میرے ہاتھوں سے ہونی ہے۔

اب جس کو ذرا سا بھی دنیا کا خوف ہو، وہ ایسی بات نہیں کرسکتا۔ وہ تو مصلحت کے تقاضوں کی وجہ سے خاموش ہو جائے گا کہ کہیں مجھ سے اَور زیادتی نہ کریں۔لیکن خدا کا یہ شیر سب کو للکارتا ہے بغیر کسی کی پرواہ کے، بغیر کسی خوف کے، بغیر کسی ڈر کے، اور اس للکار میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعب ہی ایسا دیا گیا ہے کہ باوجود مضبوط گروہ ہونے کے وہ سب اس بات پر خاموش ہو گئے جیسے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو۔

(خطبہ جمعہ 22 اپریل 2005)

حافظ عبدالحمید

خدمتِ خلق

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:111)

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہو۔تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو انسانوں سے آباد کیا، ان کے آپس میں رشتے قائم کئے، باہم ایک دوسرے کے ساتھ ضرورتیں وابستہ کیں، حقوق و فرائض کا ایک کامل نظام عطا فرمایا۔

دوسروں کو فائدہ پہنچانا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضہ ہے ایک دوسرے کی مدد سے ہی کاروانِ انسانیت مصروف سفر رہتا اور زندگی کا قدم آگے بڑھتا ہے اگر انسان انسان کے کام نہ آتا تو دنیا کب کی ویرانہ بن چکی ہوتی۔

انسان اپنی فطری، طبعی، جسمانی اور روحانی ساخت کے لحاظ سے سماجی اور معاشرتی مخلوق ہے اسے اپنی پرورش، نشو ونما، تعلیم و تربیت، خوراک و لباس اور دیگر معاشرتی و معاشی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوسرے انسانوں کا کسی نہ کسی لحاظ سے محتاج ہے۔

خدمت خلق وہ جذبہ ہے جسے ہر مذہب و ملت اور ضابطہ اخلاق میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔مذہب میں سے انسانیت اور خدمت نکال دی جائے تو صرف عبادت رہ جاتی ہے اور محض عبادت کے لئے پروردگار کے پاس فرشتوں کی کمی نہیں۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

خدمت خلق ایک جامع تصور ہے۔یہ لفظ ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔خلق کے اندر روئے زمین پر رہنے والے ہر جاندار کا اطلاق ہوتا ہے اور ان سب کی حتی الامکان خدمت کرنا، ان کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔

انسان انسان ہونے کی حیثیت سے ہمدردی کا مستحق ہے خواہ اس کا تعلق کسی قوم اور مذہب سے ہو۔ بلا شبہ انسانوں کے لئے انسانوں کا ایثار ہی اس دنیا کا حقیقی حسن ہے وہ لوگ واقعی بڑے باہمت، قابل داد اور قابل ستائش ہیں جو دوسروں کے کام آتے ہیں۔سورج کی عظمت یہ نہیں کہ وہ روشنی اور حرارت کا منبع ہے بلکہ سورج کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی روشنی اور حرارت سے پوری دنیا کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

خدا کا بندہ وہی ہے مری نگاہوں میں
جو ہو شمار ہر انساں کے خیر خواہوں میں
خدا نہ جس سے ہو راضی وہ بندگی کیا ہے
کسی کے کام نہ آئے تو آدمی کیا ہے

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے وحی سے قبل بھی ایک شاندار اور قابلِ تحسین زندگی گزاری۔ دوست دشمن سبھی اس بات کے معترف تھے کہ آپؐ خوش خلق اور مہمان نواز ہیں، مظلوموں کے حامی اور مصیبت زدگان کے سرپرست آپ ﷺ نے انسانیت کی جھولی میں اخلاق عظیم کے جواہرات بھرے، مظلوم کو ظالم سے نجات دلائی، جاہل کو علم سے آراستہ کیا۔

ایک غیر مسلم شاعر نے آنحضرت ﷺ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا۔

مرے سینے کی دھڑکن ہیں
میری آنکھوں کے تارے ہیں
سہارا بے سہاروں کا
خدا کے وہ دُلارے ہیں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کرے اور اس کے لگائے ہوئے درخت یا کھیتی کی پیداوار انسان پرندے یا جانور کھائیں تو یہ اس درخت لگانے یا کھیتی کرنے والے شخص کی طرف سے صدقہ ہے۔

(ترمذی ابواب الاحکام باب فی فضل الغرس)

اگرچہ دیگر مذاہب بھی خدمت خلق کی تبلیغ کرتے اور اسے فروغ دیتے ہیں لیکن اسلام زکوۃ کی شکل میں اسے فرض کر کے اوروں سے ایک قدم آگے جاتا ہے۔عبادت سے جنت ملتی ہے جبکہ خدمت خلق سے خدا ملتا ہے۔

رکھو گے تم جو مولا کے بندوں کو کچھ عزیز
تم سے کرے گا ہر طرح وہ پیار دیکھنا

حضرت ابوھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا۔اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔بندہ کہے گا۔اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرافلاں بندہ بیمار تھا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔اس پر ابن آدم کہے گا۔اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلا تا جب کہ تو تو رب العالمین ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ابن آدم کہے گا۔اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔مگر تم نے اسے پانی نہ پلایا۔اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

نبی کریمؐ نے انسان کی ہمدردی و خدمت کے حوالہ سے مومن کامل کی مثال کھجور کے درخت سے دی اور ایسے دلچسپ انداز میں پیش فرمائی کہ مجلس کے ہر شخص کے ذہن میں بیٹھ گئی۔ پہلے تو پوچھا کہ درختوں میں سے وہ درخت کون سا ہے جس کی کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی بلکہ ہر چیز کارآمد ہے۔صحابہ نے جنگل کے سارے درختوں کے نام گنوا دیئے مگر یہ پہیلی بوجھ نہ سکے۔حضورؐ نے فرمایا یہ کھجور کا درخت ہے جس کی مثال مومن کے وجود سے دی جاسکتی ہے۔

(بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم)

یعنی جس طرح کھجور کا درخت تن تنہا میدان یا صحراء میں کھڑا آندھیوں طوفانوں کے تھپیڑے برداشت کرتا ہے۔ اس کا پودا کچھ تقاضا نہیں کرتا مگر دھوپ میں سایہ دیتا ہے، پھل بھی دیتا ہے، اس کے پتے بھی کام آتے ہیں اور تنا بھی۔اسی طرح مومن کا وجود بھی نافع الناس ہوتا ہے۔

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

’’اللہ تعالیٰ اس وقت تک انسان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں رہے۔‘‘

(حدیقۃ الصالحین صفحہ ۶۴۳ از ملک سیف الرحمان)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

’’جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دور کرے گا۔اور جس شخص نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اس کے لئے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد پر تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو۔‘‘

(مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)

بے بہا کاموں میں یہ بھی کام آنا چاہئے
خدمتِ آدم میں بھی تو نام آنا چاہئے
چاہتے ہو گر خدا کی تم عنایت بار بار
آدمی کو آدمی کے کام آنا چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 219)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اپنے منظوم فارسی کلام میں اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ؎

مَرا مطلوب و مقصود و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش خدمت خلق ہے۔ یہی میرا کام، یہی میری ذمہ داری، یہی میرا فریضہ اور یہی میرا طریقہ ہے۔

حضور علیہ السلام نے شرائط بیعت میں بھی اس بات کو شامل کیا ہے۔

شرائط بیعت میں چوتھی شرط ہے۔ ’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘۔ اور نہم شرط ہے۔ ’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘‘۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ’’ہمارے بڑے اصول دو ۲ ہیں۔ اول خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 180)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گزارا اور حضرت علیؓ کی حالت کو دیکھو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک بڑھیا کو ہمیشہ حلوہ کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا۔ جب آپ فوت ہوگئے تو اس بڑھیا نے کہا کہ آج ابوبکرؓ فوت ہوگیا۔ اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی؟ تو اس نے کہا نہیں آج حلوا لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہوگیا۔ یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کی کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو کس قدر خدمت تھی۔ ایسا ہی سب کو چاہیے کہ خدمتِ خلق کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369-370)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار، میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 82-83)

یہی وہ تعلیم تھی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے جذبہ ہمدردی سے سرشار ہو کر سب سے زیادہ توجہ خدمت خلق کی طرف دی۔ مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور ان کی مصیبتوں کو دور کرنا جماعت احمدیہ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔

چنانچہ خدمت خلق جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں جماعتِ احمدیہ خیرِ اُمت بنتے ہوئے دنیا بھر میں بسنے والے انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کر رہی ہے۔ جماعت کی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ دنیا بھر میں دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔

انفرادی طور پر خدمتِ خلق کے بہت سے مواقع ہماری زندگی میں آتے ہیں جب ہم دوسروں کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر سکتے ہیں۔ کسی بھی بات کو معمولی نہ سمجھیں۔ مسافر کی مدد کرنا، غریب کو کھانا کھلانا، غرباء کو کپڑے وغیرہ دینا، ایسے طالبعلم جو اپنی تعلیم کے اخراجات برداشت نہ کر سکتے ہوں ان کی مدد کرنا، چرند پرند کے لئے خوراک کا انتظام کرنا، غرض کہ ایسے بہت سے کام ہیں جن کو کر کے ہم خدمتِ خلق کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

خدمت خلق کے لئے ضروری نہیں کہ آپ کے پاس مال ہو کیونکہ صرف مالی مدد کرنا ہی خدمت خلق نہیں بلکہ کسی کی عیادت کرنا، کسی کی رہنمائی کرنا، کسی کو تعلیم دینا، کوئی ہنر سکھانا، بے روزگار کی کام تلاش کرنے میں مدد کرنا، اچھا اور مفید مشورہ دینا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا، کسی کے لئے دعا کرنا، یہ تمام امور خدمت خلق میں آتے ہیں۔

خدمت خلق یہ بھی ہے کہ آپ کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

خدمت خلق انسان دوستی کا دوسرا نام ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دوسروں کی مدد کرنے والے انسانوں کا ذہنی دباؤ کم ہوتا ہے، دوسروں کا درد رکھنے والوں کے دل زیادہ صحت مند ہوتے ہیں اور ایسا انسان مختلف امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ خدا کی رحمت کے مستحق وہی لوگ ہوتے ہیں جو اس کی مخلوق کے حق میں مہربان ہوتے ہیں۔ ایسے محبوب اور پیارے لوگ ہی کسی معاشرے کا حقیقی سرمایہ ہوتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت سے انسان نہ صرف لوگوں کے دلوں میں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی عزت و احترام پاتا ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ’’خدا تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں لیکن میں نے خدا کا پسندیدہ راستہ مخلوق سے محبت کو چُنا‘‘۔

دنیا میں ایسی انمول ہستیاں بھی ہیں جو کہ مخلوق کی بھلائی کے لئے ایسی ایسی بے مثال خدمات سرانجام دیتی ہیں کہ رہتی دنیا تک ان کا نام امر ہو جاتا ہے اور خدمتِ انسانیت کے لئے کئے گئے ان کے کام صدقہ جاریہ کا روپ دھار لیتے ہیں۔

کاش ہم میں بھی ہو پیدا وہی انداز لگن
تاکہ دنیا بھی عقیدت سے ہمیں یاد کرے

ہمیں چاہئے کہ ہم سراپا خیر بن کر فلاح انسانیت کے لئے کام کریں تاکہ یہ معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

جماعتی خبروں کے ریکارڈ محفوظ رکھنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔ جن کو بعد میں مورّخِ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا ریکارڈ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کر سکیں۔ اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر بھی ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ تمام کے لئے دعا کا موجب بھی۔ رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایم ٹی اے کی برکات

قمرالدین

إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ (الشعراء:4)

یعنی اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر ایک ایسانشان اُتار دیں کہ اس کے سامنے ان کی گردنیں جھکی کی جھکی رہ جائیں۔

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں:۔

’’ایک منادی آسمان سے آواز دے گا جسے ایک نوجوان لڑکی پردے میں رہتے ہوئے بھی سنے گی اور اہل مشرق ومغرب بھی سنیں گے‘‘۔

(بحارالانوار جز52 صفحہ 285 ازشیخ محمد باقر مجلسی داراحیاء التراث العربی۔ بیروت)

آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے امام مہدی کے متعلق فرمایا:۔

’’پھر ایک ایسی ندا آئے گی جو دور سے اسی طرح انسان سنے گا جیسے وہ نزدیک کی آواز سنتا ہے‘‘۔

(امام مہدی الزمان از محمد علی دخیل۔ ترجمہ سید صفدر حسین نجفی صفحہ 86 - مصباح الہدیٰ لاہور)

امام مہدی و مسیح موعودؑ

دنیا جانتی ہے کہ اس زمانہ میں صرف جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ وہی امام مہدی اور مسیح ہیں جن کے ظہور کی پیش گوئیاں قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھیں۔

MTA کی نعمت

ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ اس آخری زمانہ میں ایسے وسائل اور ذرائع عطافرماتا کہ امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو جاتے سوخدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے مہدی کی جماعت کو MTA کی نعمت سے نوازا۔ کتنے مبارک تھے وہ دن جب امام مہدی کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کو اپنے چوتھے امام حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے بابرکت دور میں جولائی 1992ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ براہ راست ٹیلیویژن پر دکھانے کی توفیق ملی اور پھر 7 جنوری 1994ء سے باقاعدہ ایم ٹی اے کے نام سے روزانہ سروس کا آغاز کر دیا گیا۔ اور 1996ء سے ایم ٹی اے چوبیس گھنٹے کی نشریات لندن سے ساری دنیا میں تقریباً ایک درجن زبانوں میں جاری ہیں۔

MTA کی نشریات

ان نشریات میں تلاوت قرآن کریم ترجمہ تفسیر، احادیث نبویہ کے تراجم وتشریح حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات جمعہ مجالس سوال و جواب، سیرت کے پروگرام، سائنسی پروگرام، زبانیں سیکھنے کے پروگرام صحت سے متعلق پروگرام، کھانے پکانے کے بارے میں پروگرام، گیمز کے پروگرام تفریحی مقامات کی سیر کے پروگرام وغیرہ شامل ہیں۔

MTA کی آواز شہر شہر گاؤں گاؤں

پہلے تو ذرائع اور وسائل ایسے نہیں تھے خلیفہ وقت جو بات کر رہا ہوتا تھا وہ اس جگہ پر موجود مجمع تک یا جس جلسے سے وہ خطاب کیا جارہا ہوتا تھا اس تک محدود ہوتی۔ لیکن آج ایم ٹی اے کے بابرکت انعام اور انتظام کی وجہ سے یہ آواز اب ہر شہر، ہر گاؤں، ہر گھر میں لاکھوں احمدیوں کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے۔ آنحضور ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ:

’’پھر ایک ایسی ندا آئے گی جو دور سے اسی طرح انسان سنے گا جیسے وہ نزدیک کی آواز سنتا ہے۔‘‘

MTA کے ذریعہ الہام کا پورا ہونا

ہندوستان کی ایک گمنام بستی ’’قادیان‘‘ سے اٹھنے والی حضرت مسیح موعودؑ کی آواز آج ایم ٹی اے نے تمام دنیا میں پہنچا دی ہے۔ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے کیا ہوا وعدہ کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ ایک شان سے پورا ہوتا ہوا آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

MTA کے ذریعہ دعوت الیٰ اللہ

MTA کے پروگرام ساری دنیا میں جہاں افراد جماعت کی تربیت کیلئے بے انتہا مفید ثابت ہو رہے ہیں وہاں دعوت الیٰ اللہ کیلئے بھی غیر معمولی طور پر موٴثر ثابت ہو رہے ہیں۔ اس وقت ایم ٹی اے کے چینلز نہ صرف اپنوں کی تربیت کا کام کر رہے ہیں بلکہ مخالفین اسلام کا دلائل سے منہ بند کر رہے ہیں۔

MTA بطور غلبہ کا ایک ہتھیار

ایم ٹی اے کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمانے کیلئے ایک ہتھیار کے طور پر مہیا فرمایا ہے۔ بہت ساری سعید روحیں M TA کی بدولت جماعت کی طرف کھنچی چلی آرہی ہیں۔ آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں مسیح محمدی کا پیغام نہیں پہنچ رہا۔

دنیا میں درود پھیلانے کا ذریعہ

جب ایم ٹی اے کے ذریعے درود پڑھا جاتا ہے تو دنیا کے ملکوں کی فضاؤں میں وہ درود پھیل رہا ہوتا ہے۔

MTA جماعت اور خلافت کے تعلق کا ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس زمانہ میں فاصلوں کی دُوری کے باوجود اللہ تعالیٰ نے MTA کے ذریعہ سے جماعت اور خلافت کے تعلق کو جوڑ دیا ہے۔ اس لئے میرے خطبات اور پروگراموں کو سُنا کریں‘‘۔

(خطبہ جمعہ 27 ستمبر 2013ء)

MTA دینی علمی اور روحانی ترقی کا ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے فرمایا:

’’پس میں یاددہانی کروا رہا ہوں، اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کیلئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کیلئے ہمیں دیا ہے تاکہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو (Live) پروگرام آرہے ہیں جو علمی، روحانی اور دینی ترقی کا باعث ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 18۔اکتوبر 2013ء)

MTA افراد جماعت کی ترقی کا ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے آسٹریلیا میں اپنے خطبہ میں فرمایا:

جماعت لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس پر اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افراد جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور جماعت کی سچائی ان پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا انہیں پتا چل رہا ہے اور ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی MTA سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 18۔اکتوبر 2013ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایم ٹی اے کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ (آمین)

طلوع وغروب آفتاب

09/اکتوبر2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:58	18:01
مدینہ منورہ	04:59	18:00
قادیان	05:07	18:03
ربوہ	04:47	17:43
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:48	18:22